ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

مثنوی رومی میں "ذکر رسولؐ" کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

A CRITICAL AND RESEARCH-BASED STUDY OF THE ZIKR-E-RASOOL IN RUMI'S MASNAVI

Dr. Naila Abdul Karim
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Mianwali, Mianwali,Pakistan.
Email: nailakarim7@gmail.com
Nazia Rukhsana
Visiting Lecturer, Department of Urdu, University of Mianwali, Mianwali, Pakistan.
Email: Khannazia379@gmail.com
Samina Javed
Visiting Lecturer, Department of Education, University of Mianwali, Mianwali, Pakistan.
Email: madyangel317@gmail.com

Abstract

The research work under review analyzes Dr. Khawaja Abdul Hameed Yazdani's critical and scholarly study "Zikr-e-Rasool ... in the Masnavi of Rumi". The book highlights the profound and widespread references to the Holy Prophet Muhammad found throughout Jalaluddin Rumi's Masnavi. Dr. Yazdani presents these references in six chapters, corresponding to the six books (daftars) of the Masnavi, and explains them in simple and accessible Urdu. The author avoids complex philosophical discussions and instead focuses on making Rumi's ideas understandable for common readers unfamiliar with Persian. The book examines prophetic praises, moral teachings, spiritual values, stories, parables, and Quranic or Hadith-based themes present in the Masnavi. It also includes discussions on the significance of love, mysticism, the purification of the soul, moral reformation, and Rumi's method of conveying spiritual truths through symbolic narratives. The study also compares the thoughts of Rumi and Allama Iqbal, highlighting Iqbal's profound spiritual connection with Rumi. Furthermore, Dr. Yazdani evaluates previous scholarship by major critics such as Badīʿ al-Zamān Furuzanfar and Dr. Abdul Latif. Overall, the book is an important contribution to Rumi studies, Prophetic biography (Seerat), Urdu criticism, and the understanding of Persian spiritual literature. Although some critics argue that its simplicity limits deeper academic inquiry, the book is widely appreciated for its clarity, fluency, and accessibility-

خلاصہ:

یہ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کی کتاب "ذکر رسولؐ... مثنوی رومی میں" کا جائزہ ہے۔ اس کتاب میں مثنوی مولانا رومی میں جابجا بکھرے ہوئے ذکرِ رسول ﷺ کو چھ ابواب میں بیان کیا گیا ہے جو مثنوی کے چھ دفتروں کے مطابق ہیں۔ ڈاکٹر یزدانی نے مشکل فلسفیانہ مباحث سے دامن بچاتے ہوئے عام فہم، سادہ اور رواں زبان میں مولانا رومی کے اشعار کی ایسی تشریح کی ہے کہ فارسی سے ناآشنا قارئین بھی مثنوی کے بنیادی نکات اور ذکرِ رسول ﷺ کے پہلوؤں کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ کتاب میں توکل، قناعت، عشقِ حقیقی، نفس کی اصلاح، روحانی بالیدگی، نعتیہ مضامین، معجزاتِ نبویؐ، اخلاقی و اصلاحی حکایات، اور قرآنی و حدیثی مواد کی روشنی میں رومی کے افکار کی وضاحت کی گئی ہے۔ مصنف نے اقبال اور رومی کے فکری رشتے کا بھی جائزہ لیا ہے، اور یہ دکھایا ہے کہ اقبال نے رومی کو اپنا مرشد و رہنما کیوں مانا۔ اگرچہ بعض ناقدین کتاب کو زیادہ سادہ قرار دیتے ہیں، مگر مجموعی طور پر یہ تصنیف اردو تحقیق، رومیاتی مطالعہ اور سیرتِ نبویؐ کے تناظر میں ایک اہم اور منفرد اضافہ سمجھی جاتی ہے، منثوی اقسام نظم میں بھی شامل ہے۔ اور اصناف شاعری میں بھی نظم کی وہ قسم مثنوی کہلاتی ہے جس کے ہر شعر کا الگ قافیہ ہو صنف شاعری کے اعتبار سے مثنوی کی تعریف میں یہ اضافہ ہو گا۔ کہ تمام نظم مسلسل ہو یعنی کوئی ایک واقعہ ہو یا پوری داستان یا منظر یا تقریر وغیرہ نظم کی جائے۔ مثنوی کے لغوی معنی دو کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ نظم مثنوی کہلاتی ہے جس کے ہر شعر میں دو قافیے ہوں۔ ایک پہلے مصرع میں اور ایک دوسرے مصرعے میں۔ مثنوی کے ذریعے ہی مولانا جلال الدین رومی کو حیات ابدی عطا ہوئی۔ اس کتاب کو شہرت اور پسندیدگی اس قدر میسر آئی کہ یہ ایران کی تمام کتب پر چھا گئی۔ اس مثنوی کے اشعار کی تعداد ۲۶۶۶ ہے۔ قرین قیاس ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر مکمل نہیں کیا تھا۔ اور فرمادیا:

باقی ایں گفتہ آید بے زبان

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

در دِل ہر کس کہ دارد نور جاں[1]

ترجمہ: جس شخص کی جان میں نور ہو گا۔ اس مثنوی کا بقیہ اس کے دل میں خود بخود آ جائے گا۔

مذکورہ "مثنوی مولانا روم" کی کئی ضخیم شرحیں لکھی گئیں۔ جن میں مفتاح العلوم ستر جلدوں پر مشتمل ہے۔ ولی محمد کی "رومی" مولانا شبلی نعمانی کی "سوانح مولانا روم" تلمذ حسین نے "مراۃ المثنوی" ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم نے "تشبیہات رومی" اور "حکمت رومی" جیسی قابل قدر کتابیں لکھ کر مثنوی کی اہمیت میں مزید اضافہ کیا۔ مولانا روم کی ولادت ۳۰ ستمبر ۱۲۰۷ء کو شہر بلخ میں ہوئی۔ بلخ کی زبان فارسی تھی۔ اور ایک عرصے تک فارسی زبان کا برصغیر پاک و ہند میں بھی راج رہا۔ رومی کی یہ تصوفانہ صفات کی حامل تصنیف بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس کے علاوہ اس کے تراجم کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں اور کئی روحانی بیماریوں کا علاج بھی مثنوی کے کلام میں موجود ہے۔ کیونکہ اس کا ماخذ مختلف قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں۔ اس کے مضامین میں فکر و دانش کے خزینے پیوست ہیں۔ اسی لیے اگرچہ مثنوی پر کچھ اعتراضات بھی ہیں۔ جیسے کچھ ایسی احادیث کا ذکر ملتا ہے جو احادیث کی کتابوں میں موجود نہیں۔ مگر پھر بھی اس کی تخلیق کی حکمت اور خصوصیات پر شک و شبے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مثنوی میں روح کی بالیدگی کے لیے ہزارہا جتن مدلل انداز میں بیان ہوئے۔ عشق اور تصوف ساتھ ساتھ سفر کرتے ہیں۔ تصوف حالانکہ فلسفہ سے جوڑتا ہے۔ اور عشق جنون ہے۔ مگر عشق ہو گا تو تصوف کی تلاش ہو گی۔ اور تصوف ہو گا تو عشق کی پہچان ہو گی۔ دونوں کی کڑیاں آپس میں ملتی ہیں۔ اسی لیے مولانا کے مطابق عشق ہے تو جنون ہے۔ جنون ہے تو جذبہ ہے جذبہ ہے تو پہچان ہے۔ پہچان ہے تو خالق تک پہنچنے کی راہ آسان ہے جو خالق تک پہنچ گیا۔ اس کو اس کی تخلیق کی سمجھ آ گئی۔ اور جس کو تخلیق کی سمجھ آ گئی اس کو اصول تکریم و تقویم انسانیت آ گئے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:

جسم خاک از عشق بر افلاک شد

کوہ در رقص آمد و چالاک شد[2]

ترجمہ: خاکی جسم عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا۔ پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا۔

گویا مولانا رومی کی تعلیمات کا پہلا زینہ عشق حقیقی ہے اور مولانا رومی کو علامہ اقبال اپنا روحانی پیشوا مانتے تھے۔ اس لیے مولانا رومی کے افکار کا بھرپور اثر علامہ کی شخصیت پر بھی تھا۔ اسی لیے انہوں نے رومی کو اپنا مرشد مانتے ہوئے رومی کے عشق حقیقی کی استشہادیوں پیش کی ہے:

پیر رومی مرشد روشن ضمیر

کاروان عشق دستی را امیر[3]

مولانا روم کی مثنوی کا تار و پود عشق کے گرد گھومتا ہے۔ ہر مضمون کا آغاز اور انتہاء عشق ہے۔ مولانا رومی نے مختلف طریقوں سے عشق کی وضاحت کی ہے مگر وہ پھر بھی عشق میں مبتلا ہیں، عشق محبت کی انتہا ہے اور محبت کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔ انسان سے، جمال سے یا پھر مجردات سے، مگر عشق اور عقل دونوں کی منزل الگ الگ ہے۔ عقل عشق کے راستے میں رکاوٹ کا نام ہے۔ عقل حیلے بہانے، خطر و خوف، ظاہری زیبائش و نمائش کی دل دادا ہے جبکہ عشق باطنی قوت کا علمبردار ہے۔ عقل کا سفر فانی ہے اور عشق کا سفر دائمی ہے۔ رومی کو یونان کے عقلی فلسفہ کا علم تھا۔ جس میں عقل کی بادشاہت تھی۔ افلاطون وجود کو عقلی مانتا جبکہ ارسطو خدا کو عقل محض مانتا تھا۔ رومی بھی عقلی دلیلوں کو سمجھتے تھے۔ وہ عقل کے انکاری نہیں تھے۔ یونانی عقلی فلسفہ عقل کے دو رُخ بتاتا ہے ایک دینی حکمت اور دوسرا دنیاوی حکمت، دینی حکمت سے مراد آسمانوں کے پار جانا جبکہ دنیاوی حکمت وہم و بدگمانی کا نام ہے۔ مولانا نے افلاطون اور عقل کو یوں نشانہ بنایا ہے

صد ہزاراں سالہ از دیوانگی بگذشتہ ایم

چون تو افلاطون عقلی، رو ترا باما چہ کار؟[4]

---

[1] جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنی" پیکجز لمیٹڈ، لاہور، س۔ن، ص،10

[2] جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنی"، جلد اول، ص، ۳۴

[3] محمد اقبال، ڈاکٹر، "مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق"، ۱۹۳۶ء، ص، ۵

[4] جلال الدین محمد مشہور مولوی، "کلیات شمس" یا "دیوان کبیر" امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۸ھ، ص، ۲۹

عقل ظاہری علوم کی بازیافت کا پیش خیمہ ہے اس سے عناصر کی تنظیم کا کام لیا جاتا ہے۔ رومی عقل کے خلاف نہیں ہیں مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے انسان کی باطنی تسکین ممکن نہیں ہوتی۔ اور نتیجتاً عملی زندگی کے خطرات سے نمٹنے کا حوصلہ پیدا نہیں ہوتا۔ عقل سوچ بچار میں کھوئی رہتی ہے۔ جرات، استقامت اور بلند حوصلگی عشق کے مظاہر ہیں۔ عقل کے نہیں اقبال کے ہاں بھی عشق و عقل کے حوالے سے رومی جیسا اظہار ملتا ہے فرماتے ہیں:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی[5]

عشق کا موضوع اقبال اور مولانا روم کا پسندیدہ موضوع ہے۔ دونوں نے عشق کے حق میں کئی کئی اشعار لکھ دیئے۔ کیونکہ دونوں کے ہاں کائنات کا اہم عنصر عشق ہے۔ مولانا رومی کے پیام عشق کا ایک پہلو انسانی ہوس اور حسیات کا ہے۔ مولانا نے روح کی کامیابی کے لیے حرص ہوس سے بچنے اور خواہشات کی تکمیل کے لیے منفی حربوں سے بچنے کے جو نسخے تجویز کیے۔ وہ اپنی تاثیر میں بے حد اکسیر ہیں۔ اس لیے وہ بطور روحانی پیشوا جانے جاتے ہیں۔ وہ ایسی نفسانی خواہشات جن سے نسل انسانی کی سیرت و کردار اور اخلاق حسنہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو نہایت آسانی سے سلجھانے کا ملکہ رکھتے ہیں۔ ملاحظہ کریں اشعار بطور حوالہ:

لب بہ بند و کفّ پُر زر بر کشا

بُخل تن بگزار پیش آور سخا

ترجمہ ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مُٹھی کھول دے۔ جسم کا بخل چھوڑ دے سخاوت اختیار کر۔

ترک لذتہا و شہوتہا سخاست

ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست[6]

ترجمہ: لذتوں اور شہوتوں کو چھوڑنا سخاوت ہے۔ جو شخص شہوت میں ڈوبا نہ ابھرا۔

علامہ نے بھی نفس کی غلامی کی مخالفت کی ہے۔ اور اونٹ کی ایک برائی "شتر کینہ" مشہور ہے اس لیے علامہ نے انسانی نفس کو اونٹ کے کینہ کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تیرا نفس اونٹ کی مانند خود پرور، خود پسند، اپنا سوار آپ اور ضدی و سرکش ہے۔ اس لیے تو دلیر مرد بن اور اپنے نفس کی لگام کو اپنے ہاتھ میں تھام لے۔ اگر تو نے اپنے نفس پر قابو پا لیا تو ادنیٰ سے اعلیٰ بن جائے گا۔ چنانچہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

نفس تو مثل شتر خود پرور است خود پرست و خود سوار و خود سر است

مرد شو، آور زمام او بکف تا شوی گوہر اگر باشی خزف[7]

مولانا رومی کی تشریح و تفسیر ہر دور میں مخصوص علمی بصیرت اور جذبہ عشق کے تحت ہوتی رہی۔ مگر اس مرد راہ بین کا رستہ ہمیں بار بار علامہ اقبال پورے انہاک اور دلچسپی سے دکھانے کی کوشش کرتے رہے۔ مولانا رومی سے محبت و شیفتگی کا اظہار علامہ کے کلام میں جا بجا ملتا ہے وہ پیر روم کی راہنمائی سے زندگی کے مسائل کا حل ڈھونڈتے رہے۔ اور مسلمانوں کو بھی پیر رومی سے راہنمائی حاصل کرنے کا درس دیتے رہے۔ "جاوید نامہ" میں اپنی اسی خواہش کا اظہار یوں کرتے ہیں:

گر نیابی صحبت مرد خبیر پیر رومی را رفیق راہ ساز

از اب وجد آنچہ من دارم بگیر تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

زانکہ رومی مغز را داند ز پوست پائے او محکم فتد در کوئے دوست[8]

---

[5] محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، "بانگ درا"، طبع پانزدہم، ۱۹۵۳ء، ص، ۳۱۸

[6] قاضی سجاد حسین، مترجم "مثنوی معنوی" دفتر اول، ۱۴۰۹ھ، ص، ۱۶۶

[7] محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، "اسرار و رموز"، کتب خانہ نذیریہ اردو بازار دہلی، ۱۹۶۲ء، ص، ۳۸

[8] محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، "جاوید نامہ"، ۱۹۴۷ء، ص، ۲۴۴

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

چنانچہ مذکورہ اشعار سے علامہ اقبال کا جو دلی لگاؤ مولانا روم سے تھا اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ایسا ہی لگاؤ ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کو رومی اور علامہ اقبال سے ہے۔ تبھی تو انہوں نے کلام اقبال اردو اور فارسی کی شرحیں لکھیں۔ رومی کی "مثنوی مولانا روم" کا انتہائی منفرد اور اہم موضوع "سیرت نبویؐ" کے حوالے سے اپنی تصنیف "ذکر رسولؐ... مثنوی رومی میں" کے عنوان سے چھ ابواب میں لکھی۔ بالکل اسی طرح جیسے "مثنوی مولانا روم" چھ
دفاتر پر مشتمل ہے۔ اور ہر باب میں موجود حضرت محمد ﷺ کے ذکر خیر کی تفصیل سادہ اور دلکش پیرائے میں بیان کی گئی ہے اور مولانا جلال الدین محمد رومی کی مثنوی کو فارسی زبان کا قرآن کہا گیا ہے:

مثنوی مولوی معنوی

ھست قرآن در زبان پہلوی[9]

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی علمی و ادبی حلقوں میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کی تصنیف "ذکر رسولؐ مثنوی رومی میں" کے مقالے "المعارف" میں بھی چھپ چکے ہیں جبکہ ۲۰۰۷ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے مقالات کو کتابی صورت میں شائع کیا اس کی ضخامت ۲۳۲ صفحات ہیں۔

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی جید نقاد اور محقق اور فارسی و اردو ادبیات کے ماہر تنقید کے حوالے سے ہمیشہ ایسے موضوعات کا چناؤ کرتے ہیں۔ جو عام قاری کی پہنچ سے دور ہوتے ہیں۔ ان کا یہ تنقیدی و تحقیقی کام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اس کتاب کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۷ء میں سیرت ایوارڈ سے نوازا۔ مذکورہ کتاب کے لکھنے کے حوالے سے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی "پیش گفتار" میں یوں اظہار کرتے ہیں:

> "اس موضوع پر لکھتے وقت راقم کے پیش نظر یہ بات رہی۔ کہ صرف ذکر خیر الانامؐ تک ہی محدود نہ رہا جائے بلکہ ایسے مواقع پر سیاق وسباق میں وارده موضوعات کو بھی زیر بحث لایا جائے لیکن انہیں پیش کرتے وقت فلسفیانہ اور ادق مباحث سے دامن بچاتے ہوئے سیدھا سادا انداز اختیار کیا جائے۔ تاکہ فارسی زبان سے ناآشنا اور عام قاری بھی افکار رومی سے بڑی حد تک آشنا ہو جائے۔"[10]

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے مثنوی رومی کو اردو زبان میں ڈھال کر مولانا رومی کے افکار کو آسان فہم بنانے کی کوشش کی تاکہ مولانا رومی کے تخیل کے فیوض و برکات قاری تک پہنچ سکیں۔ مثنوی مولانا روم پر تحقیقی کام "احادیث و قصص مثنوی" کے نام سے مشہور ایرانی محقق "بدیع الزمان فروزانفر" کا ہے۔ یہ کام انتہائی محنت اور لگن کا سرچشمہ ہے۔ کیونکہ مثنوی کے اشعار کے احادیث میں ماخذ تلاش کرنے کے علاوہ احادیث کے تمام مجموعوں سے ان کا کھوج لگانا انتہائی انہماک اور علمی جہت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی کام سے مثنوی کے بارے میں تحقیق و تدوین کے کئی نئے باب وا ہوئے۔ مگر فروزانفر کے ایک پاکستانی شاگرد ڈاکٹر عبد اللطیف نے "آیات مثنوی" کے نام سے مثنوی پہ کام کیا۔ اور ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کا کام آیات مثنوی سے پہلے کا ہے۔ جو مقالات کی صورت میں مختلف رسائل میں ایک تواتر کے ساتھ اور "اقبالیات" کے بعض شماروں میں بھی شائع ہوا۔ چنانچہ دفتر اول میں ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی 'مثنوی مولانا روم" کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مثنوی میں حضور اکرم ﷺ کے ذکر مبارک کے ثمرات مختلف قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپؐ کے ذکر خیر کو نعت کہتے ہیں۔

نعت کی تعریف میں شمیم احمد اپنی تصنیف "اصناف سخن اور شعری ہئیتیں" میں رقم طراز ہیں:

> "نعت ایسے اشعار جن میں سرور کائنات پیغمبر اسلامؐ کے اوصاف بابرکات کا ذکر بہ توصیف و عقیدت ہو شعری اصطلاح میں "نعت" یا "نعتیہ اشعار" کہلاتے ہیں۔ نعتیہ اشعار بالعموم کسی نظم یا مثنوی کے شروع میں لائے جاتے ہیں۔ ویسے نعتیہ شاعری کی خاصی معقول روایت رہی ہے ۔نعتیہ قصائد بھی بکثرت لکھے گئے ہیں۔"[11]

نعت کی کوئی مستقل ساخت نہیں ہے بلکہ وہ اردو میں رائج اصناف سخن میں ہی کہی جاتی ہے۔ شروع شروع میں قصیدہ کی ساخت میں کہی جاتی تھی۔ کیونکہ عربی شاعری میں جہاں نعت کی پیدائش ہوئی مافی الضمیر کے اظہار کے لیے قصیدہ کی ہیئت مروج تھی۔[12] فارسی شاعری میں نعت قطعہ، قصیدہ، غزل اور مثنوی کی شکل میں ملتی ہے۔ فارسی

---

[9] قاضی سجاد حسین، مترجم "مثنوی مولوی معنوی"، جلد اول، اسلامی کتب خانہ، س۔ن، ص، ۰۲

[10] خواجہ عبد الحمید یزدانی، ڈاکٹر، "ذکر رسول... مثنوی رومی میں"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص، ۷

[11] شمیم احمد، "اصناف سخن اور شعری ہیئتیں" کوالٹی آفسٹ پرنٹنگ پریس، نیو دہلی، ۱۹۸۱ء، ص، ۲۰۸

میں مولانا رومی کا شعری شاہکار ان کی مثنوی ہے مولانا روم نے نعت سے اس میں وسعت پیدا کرتے ہوئے قیام امن و آشتی اور پیغام تہذیب نفس کا کام لیا ہے۔ ان کی نعتیں بیانیہ اور اصلاحی ہیں۔ انہوں نے نعت کے ذریعے جفاکشی، محنت و ریاضت اور توکل کی تعلیم دی ہے۔ مولانا رومی نے ارشادات نبوی کو شعری جامہ میں نظم کر کے پیش کیا ملاحظہ کریں:

گر توکل می کنی در کار کن کار کن پس تکیہ بر جبار کُن

گفت آرے ار توکل رہبر ست این سبب ہم سُنت پیغمبر ست

گفت پیغمبر بآواز بلند توکل زانوئے اشتر بہ بند

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو از توکل در سبب کاہل م

در توکل کسب وجہد اولیٰ ترست تا حبیب حق شعری ایں بہتر ست [13]

اردو میں نعت قصیدہ، غزل، مثنوی، قطعہ، مثلث، مخمس، مسدس، مرثیہ وغیرہ کی جملہ رائج ساختوں میں لکھی جاتی ہے۔ شروع شروع میں نعت اردو زبان و ادب میں فارسی و عربی کی طرح قصیدے اور مثنوی کی ساخت میں لکھی جاتی تھی۔ مثنوی کی سب سے اہم خصوصیت واقعات نگاری ہے۔ خواہ وہ فوق فطری ہو یا درا فطری ہوں یا فطرت نما، اور خواہ وہ رزمیہ ہوں، بزمیہ ہوں کہ اخلاقی اور فلسفیانہ علامہ اقبال نے بھی ''صنف مثنوی'' کو نعتیہ کلام کے لیے استعمال کیا ہے۔ علامہ اقبال کی نعت دیکھیں جس کے مضامین مثنوی کی ساخت میں باندھے گئے ہیں:

ہست معشوقے نہاں اندر دلت چشم اگر داری بیا بنمایمت

عاشقانِ او زخوباں خوب تر از حسینان جہاں محبوب تر

دل زعشق او توانا می شود خاک ہمدوش ثریا می شود

خاک نجد از فیض او چالاک شد آمد اندر وجد و بر افلاک شد

درِ دل مسلم مقامِ مصطفےٰ است آبروئے ما زنام مصطفےٰ است [14]

اس طرح علامہ اقبال نے عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں فلسفے ہی بڑی خوبی سے بیان کیے ہیں ان کے نعتیہ کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر آپؐ سے عشق کرتے تھے۔ ان کا کردار اسلام کے فروغ اور سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مگر یہاں جو ان کا کردار بیان کیا جارہا ہے وہ مولانا رومی کی مثنوی کے اثرات کے حوالے سے ہے۔ مولانا روم کی مثنوی میں جو بات بھی بیان کی گئی ہے۔ وہ قصہ کہانی کے لبادے میں لپٹی تمثیل کی صورت میں کی گئی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے حضور پر نور احمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر مبارک کا سبب و مفہوم اور اہمیت واضح کرنے کے لیے اشعار کو سیاق وسباق کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ چونکہ مولانا رومی نے ''مثنوی'' میں بالا التزام نعت و مدحت رسول ﷺ نہیں لکھی۔ بلکہ مثنوی کے اکثر مطالب کے ضمن میں حضورؐ پر نور کا ذکر مبارک اس بے مثال انداز میں کیا گیا ہے کہ وہ نعت کا بے نظیر نمونہ بن گیا ہے۔

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے آپ ﷺ کا پہلے پہل نام ''مصطفیٰ'' دفتر اول کی جس داستان بادشاہ کنیز میں آیا ہے۔ اس کا حوالہ دینے کے لیے مذکورہ شعر پیش کیا ہے:

اے مرا تو مصطفیٰؐ من چوں عمرؓ

از برائے خدمتت بندم کمر [15]

[12][Source verification required]

[13] جلال الدین رومی، ''مثنوی مولوی معنی''، جلد اول، ص،۱۷

[14][Source verification required]

[15][Source verification required]

پھر انہوں نے "لفظ و معنی" کی بابت مختصراً مگر با معنی طریقے سے بحر تلخ اور بحر شیریں کی بات کی ہے اور حواشی میں سورۃ الرحمٰن کی آیت ۱۹ اور ۲۰ بطور سند پیش کی۔ مثنوی میں چونکہ آپؐ کا ذکر ہر جگہ مختلف پس منظر سے کیا گیا ہے جس کو تفصیلاً احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے مختصراً مولانا رومی کا مدعا بیان کر کے قاری کے لیے مثنوی کے مقاصد سے استفادہ کرنے کی سہولت کا اہتمام کیا ہے۔ مثلاً مومن و منافق یا اہل اللہ اور اہل ریا، نفس کی بیماریاں اور نصرانی کا نام محمدؐ کی تعظیم سے خیر و برکات حاصل کرنا اور عدم تعظیم سے ذلت و رسوائی میں مبتلا ہونا بھی شامل ہے۔ اور نصرانیوں کے دونوں گروہ کا ذکر کر کے آپؐ کے اسم مبارک کی خیر و برکت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور مثنوی میں آپؐ کو جن مبارک ناموں سے یاد کیا وہ اشعار درج کیے ہیں مثلاً:

بود در انجیل نام مصطفیٰ آن سر پیغمبرانؐ، بحر صفا

بود ذکر حلیہ ہا و شکل او بود ذکر غزو و صوم و اکل او[16]

احادیث کی روشنی میں توکل و قناعت کے طور طریقے، ظاہر و باطن کی بنا پر عروج و زوال، نفس کے حال سے نکلنے کا ڈھنگ، حضور اکرم ﷺ پر خصوصی عنایات، حرص و حوس کی بنا پر دھوکا کھانا، رشوت و شہوت سے عارضی زندگی کی لذت، غار کی اہمیت، عیب جوئی کی ممانعت کے حوالے سے بتایا کہ اللہ کے پاک و برگزیدہ بندے عیب جوئی سے دور رہتے ہیں بقول ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم "مثنوی معنوی میں جا بجا تحت الشعور کی نفسیات ملتی ہے۔ جس کے متعلق زمانہ حال میں گہری تحقیق کی گئی ہے۔ اب ماہرین نفسیات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ کسی دوسرے کے عیب پر شدید غضب کا اظہار کر رہا ہے۔ اور وہ عیب دوسروں میں اس کو جا بجا نظر آتا ہے تو سمجھ لو کہ اس گناہ کی طرف میلان خود اس کے تحت الشعور میں پنہاں ہے۔ دوسروں میں وہ عیب دیکھ کر خود اس کو اپنی ناپاک حقیقت آئینے میں دکھائی دے رہی ہے

۔"مثنوی معنوی میں جا بجا تحت الشعور کی نفسیات ملتی ہے۔ جس کے متعلق زمانہ حال میں گہری تحقیق کی گئی ہے۔ اب ماہرین نفسیات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ کسی دوسرے کے عیب پر شدید غضب کا اظہار کر رہا ہے۔ اور وہ عیب دوسروں میں اس کو جا بجا نظر آتا ہے تو سمجھ لو کہ اس گناہ کی طرف میلان خود اس کے تحت الشعور میں پنہاں ہے۔ دوسروں میں وہ عیب دیکھ کر خود اس کو اپنی ناپاک حقیقت آئینے میں دکھائی دے رہی ہے

مولانا رومی کی مثنوی میں امید کے بل بوتے پر عمل صالح پر عمل پیرا ہونا حضرت محمد ﷺ کے معجزات، اللہ کے خاص بندوں کی نصیحت سننے کا اجر، استدلالیوں اور منکرین معجزہ کو ہدف تنقید بنانا، عورت کی تعریف، کوشش اور نتائج کا حصول، مرشد کی تلاش اور قربت خداوندی حاصل کرنا، صبر میں اجر، مشاورت کی اہمیت، کینہ پرور کافر کا توبہ سے دور رہنا، جاہل اور بے عقل دین داروں کا عبادت سے خاطر خواہ فوائد حاصل نہ کرنا، گناہگار لوگ جن کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ تھاما جائے گا صحابہ کرامؓ کی اہمیت، تقدیر پر ایمان اور خوش و خرم زندگی گزارنے کے طریقے آپؐ کی سیرت طیبہ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے۔ جنہیں ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے مثنوی مولانا رومی سے چیدہ چیدہ اشعار کی روشنی میں قلم بند کیا۔ اور محمد ﷺ کے نام مبارک کی خاص برکات حاصل کرنے کے لیے وہ اشعار جن میں آپؐ کو مختلف اسماء و القاب سے یاد کیا گیا۔ وہ درج کر کے سیرت نبوی پر ایک مفید اور منفرد کتاب تخلیق کی ہے۔ ان کے مطابق مذکورہ بالا مقامات کے علاوہ دفتر اول کے بعض اور مقامات پر بھی حضور اکرم ﷺ کا ذکر اس لیے وہ درج ذیل اشعار بطور سند بیان کرتے ہیں- خیر کسی نہ کسی صورت میں آگیا ہے

از درمہا نام شاہان بر کنند نام احمدؐ تا قیامت می زنند

نام احمدؐ نام جملہ انبیاست چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست

پس ترا، ہر لحظہ مرگ و رجعتی ست مصطفیٰؐ فرمود" دنیا ساعتی ست[17]

اس کے بعد حواشی درج کرتے ہیں اور صفحہ نمبر ۴۲ سے دفتر دوم کی شروعات کرتے ہیں۔

دفتر دوم میں مولانا رومی کی صوفی، اس کے خادم اور گدھے کی داستان بیان کر کے مکار و فریب لوگوں کو آدم خوار اور ابلیس سے بھی بڑھ کر دشمن انسان قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ان باجنسوں کی چاپلوسی اور دوستی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ مردم خوار انسانوں کے لیے مسلمان، یہود، کافر اور مومن، نیک و بد اور کفر و دین سب برابر ہیں۔ تاہم انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد کفر و دین میں فرق ثابت کرنا ہے۔ شرک کی نفی، دنیوی عیش و عشرت سے اجتناب، توحید کا پرچار، شہادت کا

---

[16] جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنوی"، جلد اول، ص، 102

[17] جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنی"، ص، ص،، 137، 141

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

رتبہ، صبر کی تلقین، اور ظاہر پرستوں کو تنقید کا نشانہ بنا کر باطن پرستی کی تلقین کا درس دیتے ہیں۔ اگر مگر کی ممانعت، حسد بھی احساس کمتری کی ایک قسم ہے۔ لہذا اس سے بچتے رہو اچھوں کی صحبت اختیار کرو۔ بے وقوف کی دوستی سے بچو، بیمار کی تیمار داری اور خدا کے بندوں کی تلاش و خدمت سے دنیوی مصروفیات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ جیسے موضوعات کو احاطہ تحریر میں لا کر آپؒ کی روایتی طریقے سے ہٹ کر نعت بیان کی گئی ہے۔ دنیا کی محبت میں اگر کوئی پھسل پڑے تو اس سے نجات کیسے ممکن ہے اس حوالے سے مولانا رومی فرماتے ہیں:

بند بگسل باش آزاد ای پسر چند باشی بند سیم و بند زر
گر بریزی بحر را در کوزه ای چند گنجد قسمت یک روزه ای
کوزه چشم حریصاں پر نہ شد تا صدف قانع نشد پر در نہ شد
ہر کرا جامہ ز عشق چاک شد او زِ حرص و عیب کلی پاک شد[18]

" ترجمہ: ہر قسم کی قید چھوڑ دے اور آزاد ہو جا۔ سونے چاندی کی قیود میں تو کب تک گرفتار رہے گا اگر تو دریا کو کوزہ میں ڈالنے کی کوشش کرے تو اس میں ایک دن کے گزر کے سوا کچھ زیادہ نہیں سما سکتا۔ لیپ نے جب تک ایک بوند پر صبر نہیں کیا اس کے اندر صوفی پیدا نہیں ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کا دامن حقیقی عشق سے چاک چاک ہو جاتا ہے وہ تمام دنیاوی آلائش اور عیوب سے پاک ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال فقر کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

گرچہ باشی از خداوندان دہ فقر را از کف مدہ از کف مدہ
اے بسا مرد حق اندیش و بصیر می شود از کثرت نعمت ضریر
کثرت نعمت گداز از دل برد ناز می آرد نیاز از دل برد
سالہا اندر جہاں گردیدہ ام نم بچشم منعماں کم دیدہ ام
من فدائے آنکہ درویشانہ زیست[19] وائے آں کو از خدا بیگانہ زیست

آپؐ کے دیدار سے بیمار کا تندرست ہو جانا غلط دعا کی تصحیح۔ کہ آپؐ نے فرمایا: "ہمیشہ دعا میں دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگنی چاہیے۔" مدینہ منورہ میں ضرار کا بنانا اور منافقین کا مکر و فریب آپؐ پر آشکار ہونا، اقوام نوح و ہود کی تباہی سے عبرت حاصل کرنے کے باعث ہماری قوم کا خوف خدا حاصل کرنا اور آپؐ کا اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہونے کی وجہ سے نجس سے پاک ہونا تا کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد واضح ہو سکے۔ چونکہ آپؐ نے اللہ کی وحدانیت کا درس دیا جس کی وجہ سے جانی دشمن بھی آپس میں بھائی بھائی بن گئے اس کے لیے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے مولانا رومی کی انگور کی تمثیل بطور حوالہ پیش کی۔ اور مولانا کے حوالے سے کہا کہ انہوں نے " إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ " کی صورت حال کو انگور کی تمثیل سے روشن کیا ہے۔ یعنی دیکھنے میں دانے الگ الگ ہیں۔ لیکن جب انہیں نچوڑا جائے تو رس ایک ہو گیا۔ اور آخر میں جن معجزات کے حوالے سے آپؐ کا ذکر خیر آیا وہ لکھ دیئے۔ اور پھر دفتر دوم کے حواشی لکھ کر مذکورہ دفتر کا اختتام کیا۔ اس کے صفحہ نمبر ۴۸ سے دفتر سوم شروع ہوتا ہے۔

دفتر سوم

دفتر سوم میں آپؐ کی اعلیٰ صفات کا ذکر کثرت سے ملتا ہے آپؐ کی عظمت کا عالم یہ ہے کہ آپؐ علم رکھنے کے باوجود دوسروں کی برائی عیاں نہیں کرتے تھے۔ حضرت بلالؓ کی اذان کے تلفظ میں تبدیلی، آپؐ نے اپنی بعض غائبانہ عنایات کے حوالے سے جو تلفظ حضرت بلالؓ ادا کرتے تھے اسے درست قرار دیا۔ آپؐ کی صحبت ہر حال میں بہتر کیونکہ آپؐ کے وصال کے بعد قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا۔ قرآن آپؐ کا معجزہ تھا جیسے حضرت موسیٰؑ کا معجزہ عصا۔ جس سے کفر و الحاد کے بادل چھٹ گئے۔ بظاہر آپؐ کی آنکھیں نیند میں ہونے کے باوجود دل بیدار رہتا ہے اور بیداری دل کی خصوصیات ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سما سکتیں۔ عجز و انکسار سے اللہ کے حضور دعا کی

[18] جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنوی"، جلد اول، ص، ۳۳

[19] علامہ اقبال، "جاوید نامہ"، ۱۹۴۷ء، ص، ۲۴۱

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

فضیلت اور آپؐ سے جس نے دشمنی لگائی وہ برے انجام سے دوچار ہوا عقل کا تعلق علم سے نہیں بلکہ عقل اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہے دے۔ ظن سے بچنے کی تلقین، عمر رسیدہ لوگوں کی عزت افزائی، گناہگار لوگوں کو قیامت کے دن آپؐ کی شفاعت کا بھروسہ، کیونکہ جزو کل سے جدا نہیں ہو سکتا تو گویا مولانا کے مطابق انسان کو اس کل سے لو لگانے کی ضرورت ہے۔ جو کل کائنات کا مالک و خالق ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ مصیبت کے ٹلنے کے لئے دعا کرتا ہے اور جیسے ہی مصیبت ختم ہوتی ہے تو مولانا فرماتے ہیں وہ اللہ کے حضور اپنی وہ ساری گریہ وزاری اور خلوص نیت اور اس کے جواب میں اللہ کا احسان و کرم بھول جاتا اور حسب سابق حرص و آز کے دانت تیز کرنے لگتا ہے۔

اس کے علاوہ آپؐ کی سیرت مبارکہ کے حوالے سے مختلف داستانیں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں اور چند معجزات بیان کرنے کے لیے آپؐ کا ذکر سعادت اثر پیغمبر، رسول مصطفیؐ اور خوش خطاب کے القابات سے آیا ہے کسی شیر خوار بچے کا آپؐ کو دیکھ کر سلام کہنا اور مکالمہ کرنا اور اپنے مسلمان ہونے کی گواہی دینا آپؐ کی ذات پاک کی برکات ہیں۔ دشمنوں کو اپنے جھوٹے خداؤں پر پورا بھروسہ تھا۔ اور اپنی ناکامی کا سبب آپؐ کے برحق ہونے کو نہیں بلکہ اپنے بدقسمت ہونے کو گردانتے لیکن کیا عنبر و مشک اور سرگین برابر ہو سکتے ہیں؟ حدیبیہ کے مقام پر وقتی ناکامی اور پھر ہمیشہ کی کامیابی میں یہ نکتہ پوشیدہ تھا کہ مسلسل کوشش سے ہی اچھے نتائج کا حصول ممکن ہے جبکہ کاہلی اور سستی ناکامی کی صورت میں بدبختی کے سہارے لیتے ہیں۔ بقول غلام محمد مولویمولانا کی مثنوی کی شہرت کا راز ہی ہے کہ انہوں نے کسی دین کی تبلیغ نہیں کی ہے۔ بلکہ زندگی کے رموز بتادیئے ہیں اور یہی اس کی آفاقیت ہے۔

یوں یہ مثنوی اپنی مثال آپ ہے جس میں آپؐ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کے طور طریقے بتائے گئے۔ تاکہ انسانیت فلاح حاصل کرے اسی طرح ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اس کتاب "ذکر رسولؐ مثنوی رومی میں" کو آسان فہم بنا کر پیش کیا۔ تاکہ عام قاری کے لیے مثنوی مولانا روم کی تفہیم آسان ہو جائے۔ اور دانستہ طور پر ادق مسائل سے بچتے ہوئے مثنوی میں سے ان اشعار کو چنا گیا ہے جن میں آپؐ کے ذکر خیر کی تفصیل ملتی ہے۔ اور اس ضمن میں آپؐ کے ذکر خیر کا حوالہ درج کر کے متعلقہ حوالے سے منسوب اگر کوئی واقعہ بیان ہوا ہے تو ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اسے بھی نمایاں کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر وحید عشرت اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ڈاکٹر صاحب کی تحریر کی ایک بڑی خوبی تحریر کی پختگی سلاست اور آسان فہم زبان ہے۔ مثنوی رومی جیسی کتاب کو اتنے سادہ اور دل نشین انداز میں پیش کرنا انہی کا حق بنتا ہے اور انہوں نے اس ضمن میں کوئی کسر نہیں چھوڑی

لہٰذا مثنوی میں آپؐ کا ذکر خیر اس خوبصورتی سے مختلف واقعات سے منسوب کر کے احادیث و آیات کی روشنی میں بیان ہوا ہے۔ کہ مثنوی کے مذکورہ پہلو کو عام قاری کے لیے قابل فہم بنانا انتہائی ذہانت اور فطانت کا کام ہے۔ جو کہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے انجام دیا۔ چنانچہ دفتر سوم کے بعد اب دفتر چہارم کی خصوصیات دیکھیں

دفتر چہارم

اس دفتر میں مولانا نے آپؐ کا حلم مبارک مختلف مثالوں سے پیش کیا۔ جس کی اچھی خاصی تفصیل ہے چنانچہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے مختصراً مثالوں کو پیش کر کے مثنوی کی افادیت عام قاری تک پہنچائی اور درج کیا کہ آپؐ کا وصال ربیع الاول کے مہینے میں ہوا۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ جو کوئی مجھے "صفر کے مہینے کے ختم ہونے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کی خوش خبری دے میں اسے جنت کی بشارت دوں گا۔" تو جنت کی پہلی بشارت لینے والے حضرت عکاشہؓ ٹھہرے۔ نیک لوگ اللہ والوں سے ملتے جبکہ برے اپنے جیسے گندے نفس کے لوگوں سے۔ ویسے بھی دنیاوی سرداری فانی ہے۔ جبکہ آپؐ کی سرداری آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت سے ہی نسل انسانی فائدہ حاصل کر سکتی ہے اور ذات باری تعالیٰ کے بارے میں کثرت سوالات سے بچو اور اللہ کی قدرت پر غور و فکر سے اپنی حیثیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کفار کی بدبختی کہ انہوں نے آپؐ کو نہ پہچان کر مخالفت و مخاصمت کی۔ حالانکہ آپؐ کی یاد بیمار کے لیے شفا اور آپؐ کا عکس اگر دیوار پر پڑے تو دیوار سے بھی خون ٹپکنے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ یہود و نصاریٰ آپؐ کے جلد ظہور کے متمنی تھے۔ کہاں اب یہ عالم ہے کہ آپؐ کو دیکھتے ہی ان کے رنگ سیاہ پڑ جاتے ہیں۔ ایسے قلب کو آپؐ سے عقیدت کیسے ہو سکتی ہے۔ یعنی قلب کی بات سے مولانا نے نام نہاد صوفی کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ کہیں مثنوی میں سے ذکر رسولؐ کے حوالے سے کوئی نقطہ ایسا نہ رہ جائے جو بیان نہ ہو سکے۔ مگر پھر بھی مثنوی مولانا روم میں جس تفصیل اور گہرائی کے ساتھ آپؐ کا ذکر خیر آیا ہے اس حساب سے بہت ہی مختصراً انداز میں ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے مثنوی مولانا روم کے چھ دفتر میں ذکر رسولؐ سے متعلق مطالب کو مع سیاق و سباق غیر ضروری فلسفیانہ بحثوں سے دامن بچاتے ہوئے سادگی، اختصار اور جامعیت کے ساتھ اردو زبان میں ڈھالا ہے۔ تاکہ سادہ لوح قاری مثنوی کے مطالب کو بخوبی سمجھ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

سکے اور متعلقہ موضوع و مطالب کی وضاحت کے لیے چند اشعار بھی بقول ان کے محض تبرک کے طور پر پیش کر دیے تا کہ فارسی سے ناآشنا حضرات بھی مرشد رومی کے اصل الفاظ سے آشنا ہو جائیں۔ مگر ڈاکٹر وحید عشرت مذکورہ کتاب کے عام فہم ہونے کے حوالے سے اختلاف کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"اگر اس کتاب کی عام فہم ہونے کے حوالے سے یہ خوبی ہے تو یہی اس کی کمی بھی ہے۔ یہ کتاب مثنوی رومی کو ایک عام قاری کے لیے تشریح مطالب میں گرہ کش تو ہو سکتی ہے مگر مثنوی کے مضامین کی گہری تفہیم کے لیے زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس طرح مثنوی کے مضامین میں زیادہ گہرائی میں اترنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب کوئی خاص یاوری نہیں کرتی اہل علم اور فلسفے کا ادراک رکھنے والوں کو یہ کتاب متاثر نہیں کرتی اور یوں یہ کتاب ایک محدود دائرے میں گھر کر رہ گئی ہے۔"

مگر کچھ بھی ہو ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کا یہ کام بہت وقعت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس سے مثنوی کے قارئین کے لیے اور سیرت رسولؐ سے محبت کرنے والوں کے لیے مثنوی کا ایک نیا اور منفرد پہلو اجاگر ہوا ہے۔

دفتر پنجم

دفتر پنجم کے اشعار اور ذکر سعادت اثر کے بعد ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔ اور آپؐ کے تعریفی القاب کے بعد ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے مثنوی کے حوالے سے آپؐ کی عظمت حلیمی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ موٹی توند والے بسیار خور نے خرابی ہاضمہ کے باعث بستر گندا کیا جسے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے اسے شرمندہ کیے بغیر صاف کیا۔ اس ہیکل نے یہ دیکھ کر فرط جذبات میں خود کو مار مار کر لہولہان کر لیا تو مولانا کے حوالے سے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی اس ہیکل کی جذباتی کیفیت کی عکاسی یوں کرتے ہیں جب تک بادل نہ روئے چمن نہیں کھلتا اور جب تک بچہ نہ روئے ماں کا

ماں کا دودھ جوش نہیں مارتا۔ تباہی سے بچنے کے لیے سرور کائنات کا دامن تھامنا ضروری ہے خود پسندی بری چیز ہے نظر بد اس سے بھی بری ہے۔ برا شخص کبھی قناعت نہیں کرتا۔ دنیا اور مومن کی حقیقت بیان کرنے کے لیے مختلف تمثیلوں کا سہارا لے کر اصل بات سمجھائی گئی۔ مولانا کے مطابق جب کسی چیز کو مخالف ماحول کی اشیاء کے ساتھ رکھا جائے تو ایسا ماحول جیتے جی مرنے والا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح روح جسم میں قید ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم نے مثنوی مولانا روم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے روح کے بارے میں یوں اظہار خیال کیا:

ایں جہاں وراہش از پیدا ہدے
کم کسے یک لحظہ ایں جا بدے

ہاں عالم خلق عالم صورت ہے مگر اس عالم کی جان علم ہے لا مکاں کے عالم ملکوی سے ارواح جسموں پہ اثر انداز ہوتی ہے۔ خود ازواج کی حقیقت یہ نہیں ہے کہ وہ تن میں محبوس اور مقید اور محدود ہو جائیں ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی نے بات سے بات نکال کر مثنوی مولانا رومی کے بیشتر مضامین و مطالب کو اس کتاب میں سمویا ہے۔ جس کی وجہ سے اردو ادب میں یہ کتاب ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ یوں اہل نظر اور اہل دل دونوں کے لیے یہ کتاب یکساں مقبولیت کی حامل ہے۔ دفتر پنجم میں معرفت کی منازل، نامہ اعمال، خدا کی معرفت، آخرت کو دنیا پر ترجیح اور اسلام میں رہبانیت کے حوالے سے متعدد مضامین مثنوی مولانا رومی کے طور پر پیش کر کے مذکورہ کتاب کی ارزش و اہمیت میں اضافہ کیا ہے۔ ڈاکٹر ظہیر صدیقی "ذکر رسولؐ... مثنوی رومی میں" پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کی عمدہ کاوش کو یوں سراہتے ہیں ڈاکٹر صاحب ایک عرصے سے اردو اور فارسی ادبیات پر لکھ رہے ہیں اور اہل نقد و نظر سے داد وصول کر رہے ہیں۔ موصوف کی تحریریں پختہ اور بصیرت افروز ہوتی ہیں۔ انداز تحریر سادہ شستہ اور شگفتہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر خواجہ عبد الحمید یزدانی کی اس عمدہ کاوش کو علمی و ادبی حلقوں سے داد تحسین وصول ہوئی مثنوی کے پانچ دفاتر پر سیر حاصل بحث کے بعد اب دفتر ششم کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تا کہ آپؐ کے نام مبارک کو مثنوی مولانا رومی کے حوالے سے مزید برکات وفیوض حاصل کرنے کے لیے مختلف احادیث و آیات کی روشنی میں بیان کیا جا سکے۔

دفتر ششم

دفتر ششم میں اس بات کا اظہار ملتا ہے کہ کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں ہوئی ختم نبوت کی شہادت اور آپؐ کی ذات بابرکات دونوں جہانوں میں باعث رحمت ہیں۔ دنیاوی لالچ و حرص سے بچو، دوسروں کے آگے دنیاوی ضروریات کے لیے ہاتھ پھیلانے سے بچو، ہر کام اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، نماز کی پابندی، نیکی کی تلقین، صبر و برداشت، جہاد کی فضیلت، مرشد کی تلاش، پردے کی ضرورت و اہمیت، غرور و تکبر سے پرہیز، اللہ کی راہ میں مشکلات کو برداشت کرنا، آخرت کا خیال،

سچائی کی تلاش، آپؐ کے چار رفیق، اور ہر انسان کے اندر نیک و بد کی خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔ جو سمجھ بوجھ سے پہچانی جاسکتی ہیں۔ گویا یہ تمام درس ایسے ہیں۔ جو ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے مثنوی مولانا رومی کے حوالے سے بیان کیے۔ تاکہ عام قاری مولانا رومی کی مثنوی جو فارسی زبان میں ہے اس کی تعلیمات سے فیض یاب ہو سکے ۔ فارسی زبان و ادب سے آشنائی روز بروز کم ہونے کی وجہ سے بہت کم قارئین ایسے رہ گئے ہیں جو فارسی مثنوی مولانا رومی سے براہ راست روحانی تسکین حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لیے ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اردو میں مثنوی مولانا رومی کا سب سے اہم اور بڑا موضوع ذکر رسولؐ بیان کر کے گویا فارسی مثنوی کو اردو کے قالب میں ڈھال دیا اور فارسی سے ناآشنا قاری کے لیے ایسا کام نعمت سے کم نہیں لہٰذا ڈاکٹر رفیع اللہ شہاب مذکورہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ‘‘In the book under review the author has compiled all the discussion of the Mosnavi in which the Maulana had referred to any aneedote from the life of the prophet. No doubt some of the aneedotes quated by the Maulana lack anthenticity, but he has made them part of his discussion in such away that these seem to become part of the teachings of Islam. The book is a scholarly attempt.The material compiled in it will prove equally useful for research scholars as well as general readers’’

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے آپؐ کی ذات بابرکات کی اہمیت مثنوی مولانا روم کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپؐ کے طفیل ہی تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے۔ اور آپؐ نے اپنی چشم مبارک سے جو کچھ دیکھا اس کی تاب تو حضرت جبرائیل نہ لا سکے۔ صدقہ و خیرات سے مال کم نہیں ہوتا۔ آخرت کی زندگی ابدی ہے غلاموں سے حسن سلوک، صبر کا دامن کبھی نہ چھوڑو، وحی کی اہمیت، حرکت میں برکت اور انسان تلاش و جستجو سے ہی ستاروں پر کمند ڈال سکتا ہے علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی مثنوی مولانا رومی کے حوالے سے بات کرتے ہیں کہ اللہ کی رضا مستقل مزاجی، عمل، پیہم سے حاصل کی جاسکتی ہے چنانچہ ڈاکٹر سلیم اختر۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کی تصنیف ''ذکر رسولؐ... مثنوی رومی میں'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''چونکہ ملک میں فارسی ادب کا ذوق روز بروز گھٹتا جارہا ہے اس لیے ڈاکٹر یزدانی نے اپنی کتاب میں مثنوی کے طویل اقتباسات درج کرنے سے عملاً احتراز کیا ہے اور اس کی بجائے مطلب کو آسان اور عام فہم نثر میں ادا کر دیا ہے۔ اس سے کتاب عام قارئین کے لیے دلچسپ اور قابل استفادہ ہو گئی ہے ویسے بھی ڈاکٹر یزدانی کا اسلوب بیان سادہ، دلچسپ اور شگفتہ ہے اور قاری کے لیے نشاط خاطر کا باعث بنتا ہے''

دفتر ششم کے بعد ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے ''مثنوی رومی کی دعائیں'' کے عنوان سے دعا کا معنی و مفہوم، دعا کی فضیلت، دعا کی اہمیت مثنوی مولانا رومی میں دعا کا عنصر کتنا وسیع ہے یا کتنا کم ہے مثنوی میں دعا کا آغاز، دعا کے حوالے مثنوی مولانا رومی کا اپنا منفرد انداز، کچھ حکایات، نماز میں خشوع و خضوع شیر اور جنگلی جانور کی لمبی چوڑی تمثیل، سرور کائناتؐ کے حوالے سے دو فرشتوں کی دعا اور اس کی تفسیر اور دفتر اول تا دفتر ششم ہر دفتر کی الگ الگ دعا کے حوالے سے اہمیت بیان کی ہے یوں دعا کے حوالے سے اچھی خاصی ضخیم معلومات ملتی ہیں۔ اور آخر میں ایک دعا درج ہے اور یہ کہہ کر کہ ''مثنوی رومی میں بعض دیگر مقامات پر بھی کچھ دعائیں ہیں۔ جن میں مثنوی کے حوالے سے ماخذ اور اضافی معلومات درج ہے۔ جو قاری کو مثنوی کی تفہیم میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ''مثنوی رومی کی دعائیں'' مقالے کے بعد ''مثنوی رومی میں طفل کودک'' کی تمثیلات کے عنوان سے مذکورہ کتاب میں ایک مضمون شامل ہے جو پہلے اقبال ریویو میں شائع ہو چکا ہے۔ مذکورہ مضمون میں تمثیل کے معنی و مفہوم کے بعد تصوف و عرفان کے حوالے سے بیان کیے گئے مسائل پر ناقدانہ رائے دی گئی ہے پھر مولانا رومی کے کام اور مثنوی میں سینکڑوں مقامات پر ''طفل و کودک'' کے الفاظ کے استعمال کا ذکر کیا ہے کہ مثنوی میں اکثر مقامات پر یہ الفاظ استعمال ہوئے اور عقائد و فلسفہ کو مزید آسان کرنے کے لیے بچے کو اپنی تمثیلوں کا مرکز بنایا ہے۔ ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کے مطابق اہل تحقیق کو مولانا کے اس پہلو کو عیاں کرنے کی ضرورت ہے کہ مولانا بچوں کی تمثیلات اس کثرت سے کیوں لائے ہیں؟ پھر خود ہی یہی ذکر کرتے ہیں کہ مولانا نے بچوں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور بچوں کی معصومیت اور ان کے لوح دل کی پاکیزگی سے وہ بے حد متاثر ہیں۔ کہ یہی صفات اہل اللہ کی ہیں۔ یوں پھر انہوں نے دفتر اول تا دفتر ششم ''طفل و کودک'' کی تمثیلات بطور سند پیش کیں تاکہ مولانا کے فلسفہ وعقائد کا پورا نچوڑ سمٹ آئے۔ اور اس اعتبار سے ان

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

تمثیلات کا مثنوی میں ایک خاص مقام اوراہمیت ہے اور فاضل مؤلف کی محققانہ بصیرت کا انمول نمونہ بھی ہے۔ انہیں خصوصیات کی بناء پر ڈاکٹر شکور احسن "ذکر رسولؐ ... مثنوی رومی میں" کتاب کو سراہتے ہوئے ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

> "Dr. Hameed yazdani has performed this arduous task with a sense of commitment and dedication. He has tried to provide fall back ground of each reference and explained its ethical and spiritual significance. His style is simple and direct, and is characterized with ease and fluency , Much work has been done on Rumi both in the east and West. The present study is a valuable addition in that direction"

یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ کتاب آپؐ کی سیرت کے اعتبار سے بلند درجہ تصنیف ہے جس سے مصنف کی آپؐ سے گہری اور عمیق محبت ٹپکتی ہے اس لیے مصنف نے مذکورہ کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کر کے ناقابل بیان احسان سے نوازا ہے۔ کیونکہ آپؐ کا ذکر خیر مبارک ہو۔ اور وہ بھی اپنے دل پذیر اور منفرد انداز سے کہ پڑھنے والا کہہ اٹھے، واہ کیا بات ہے۔ عشق ہو تو ایسا کہ جس کا شمار نہ ہوا۔

اسی طرح ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے تنقید کے میدان میں اپنا الگ رنگ جمایا۔ اور اپنی منفرد پہچان بنائی۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔ یقیناً یہ کتاب نقد و نظر اور تحقیق کے ضمن میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اور ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی نے اپنی علمی بصیرت سے مثنوی رومی کے مقدس پہلوؤں کو سامنے رکھ کر ہمارے لیے گرانقدر نمونہ پیش کر دیا ہے یہ کتاب رومی سے شیفتگی و محبت کا بھی ثبوت ہے۔ اور پیغمبر ﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار بھی۔

نتائج

* ڈاکٹر یزدانی نے رومی کے اشعار میں موجود ذکرِ رسول ﷺ کو نہایت سادہ اور قابلِ فہم انداز میں پیش کیا۔
* مثنوی کے چھ دفتروں کا تحقیقی تجزیہ قاری کو رومی کے فکری نظام اور نعتیہ پہلوؤں تک آسان رسائی فراہم کرتا ہے۔
* کتاب سیرتِ نبویؐ کے ایسے پہلو سامنے لاتی ہے جو عام طور پر مثنوی کے مطالعے میں نظر انداز رہ جاتے ہیں۔
* تحقیق واضح کرتی ہے کہ رومی کے نظریات عشقِ حقیقی، تصوف، اخلاقی اصلاح اور روحانی تربیت پر مبنی ہیں۔
* کتاب فارسی زبان سے ناواقف قارئین کے لیے ایک پُل کا کردار ادا کرتی ہے۔
* یہ کام رومیاتی اور اقبالیاتی تحقیق میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔
* چند ناقدین کے مطابق یہ کتاب عام فہم ضرور ہے مگر گہری فلسفیانہ تحقیق کرنے والوں کے لیے محدود معاونت رکھتی ہے۔

سفارشات

* مزید تحقیقی ایڈیشن شائع کیے جائیں جن میں فارسی متن، اس کی تراجم اور تشریحات شامل ہوں۔
* یونیورسٹی سطح پر رومیاتی مطالعات میں اس کتاب کو بطور ریفرنس شامل کیا جائے
* کتاب کے دوسرے حصے میں فلسفیانہ مباحث بھی نسبتی توازن کے ساتھ شامل کیے جائیں تاکہ اعلیٰ درجے کے محققین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔
* جدید قاری کے لیے مثنوی پر موضوعاتی انڈیکس تیار کیا جائے (خصوصاً ذکرِ رسول ﷺ سے متعلق اشعار کا)۔
* اس کتاب کو انگریزی میں بھی ترجمہ کیا جائے تاکہ عالمی علمی منظر نامے پر رومی اور سیرتِ نبویؐ کے تعلق کو مزید اجاگر کیا جا سکے۔
* مثنوی میں مذکور احادیث کی مزید سندی تحقیق کی جائے۔
* جدید دور کے تناظر میں عشق، اخلاق اور روحانی تربیت کے موضوعات کو موجودہ مسلم معاشرے کے چیلنجز کے ساتھ جوڑا جائے۔

کتابیات

* جلال الدین رومی، "مثنوی مولوی معنی"، پیکجز لمیٹڈ، لاہور، س۔ن۔
* جلال الدین محمد مشہور مولوی، "کلیات شمس" یا "دیوان کبیر"، امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۸ھ۔
* خواجہ عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر، "ذکر رسول... مثنوی رومی میں"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

* شمیم احمد، ”اصناف سخن اور شعری ہیئتیں“، کوالٹی آفسٹ پرنٹنگ پریس، نیو دہلی، ۱۹۸۱ء۔
* قاضی سجاد حسین، مترجم، ”مثنوی معنوی“، دفتر اول، ۱۴۰۹ھ۔
* قاضی سجاد حسین، مترجم، ”مثنوی مولوی معنوی“، جلد اول، اسلامی کتب خانہ، س۔ن۔
* محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، ”اسرار و رموز“، کتب خانہ نذیریہ، اردو بازار دہلی، ۱۹۶۲ء۔
* محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، ”بانگ درا“، طبع پانزدہم، ۱۹۵۳ء۔
* محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، ”جاوید نامہ“، ۱۹۴۷ء۔
* محمد اقبال، ڈاکٹر، ”مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق“، ۱۹۳۶ء۔